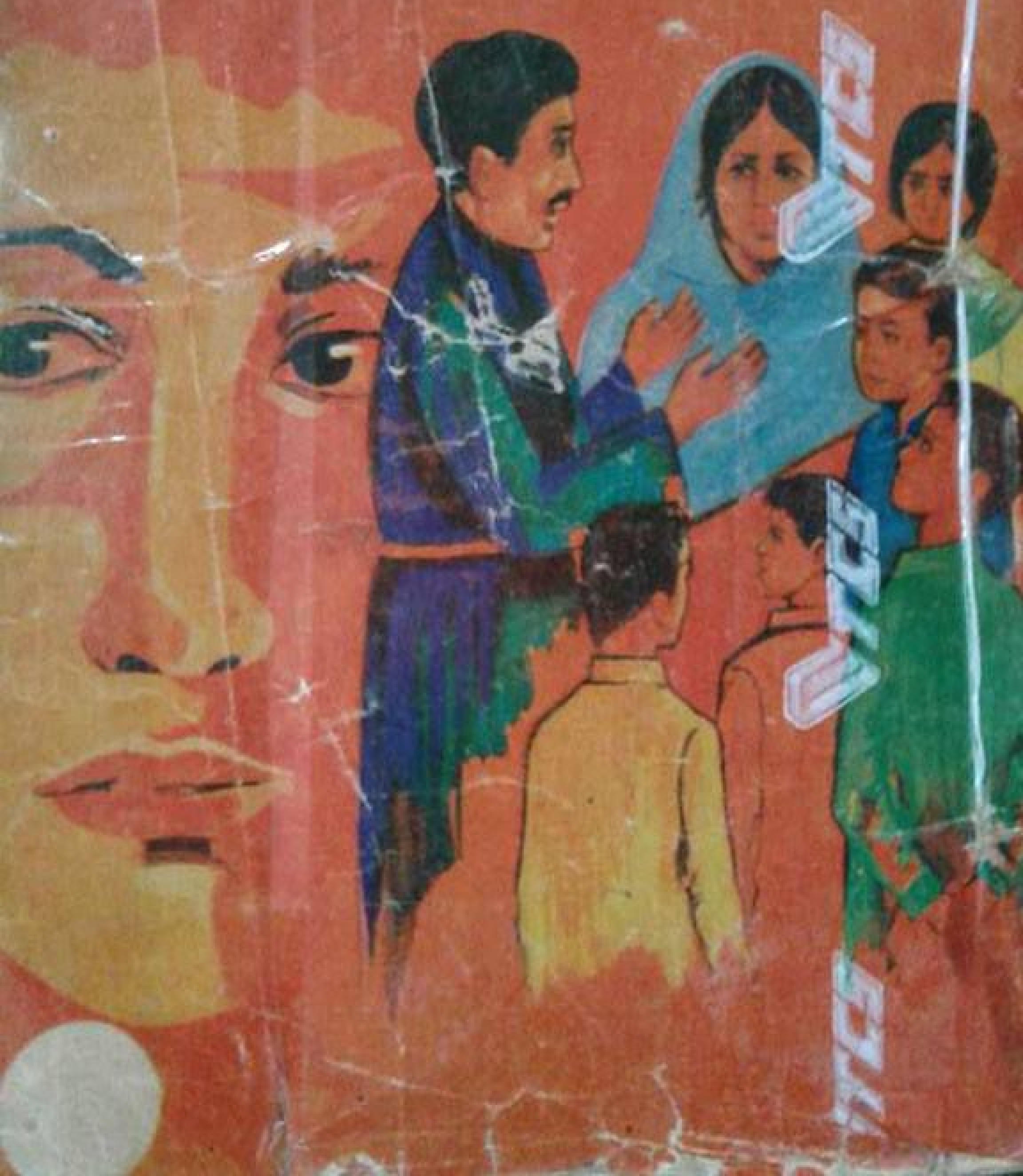
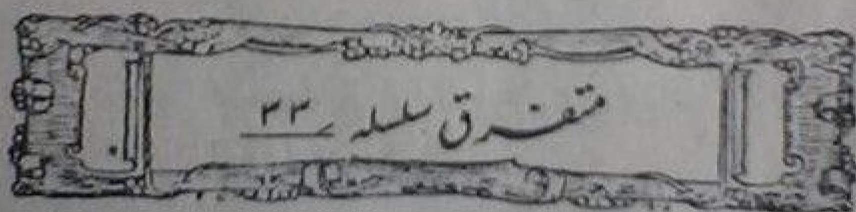
بھائی جان کی تلاش



فیروز سنز 1975

بسم اللہ الرحمن الرحیم



بھائی جان کی تلاش

اشتیاق احمد



نام ناول ___ بھائی جان کی تلاش

طابع ___ اشتیاق احمد

کتابت ___ محمد اشفاق زاہد

آرٹسٹ ___ محمد جاوید چغتائی

مطبع ___ زاہد بشیر پرنٹرز لاہور

طباعت سرورق ___ سپریم پرنٹرز لاہور

قیمت ___ ۴/۵۰ روپے

سالانہ قیمت ___ ۲۵۰/۰۰ روپے

اشتیاق پبلی کیشنز

۱۲ نصیر آباد ___ مسلم پورہ ___ سانده کلاں ___ لاہور



حدیث شریف



حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہنائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسی شراب جنت پلائے گا، جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔

مہر لگی ہوئی سے مراد خالص شراب، اس پر مشک کی مہر ہوگی۔

مشکوٰۃ

دو باتیں

السلام علیکم!

یہ "بھائی جان کی تلاش" کی دو باتیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ دس سال پرانی کتاب ہے، فیروز سنز سے شائع ہوئی تھی۔ یہ ایک بالکل مزاحیہ کہانی ہے۔ آپ ہر ہر قدم پر مسکرائیں گے۔ لیکن بھائی جان کہاں تھے۔ یہ اندازہ پھر بھی نہیں لگا پائیں گے۔ ہاں! انھیں ضرور معلوم ہوگا، جنھوں نے یہ کہانی پڑھی ہوئی ہے، تاہم وہ بھی دوبارہ پڑھ کر لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

اب آپ بھائی جان کو تلاش کریں اور ہنسنا مسکرانا شروع کر دیں۔ مجھے اجازت دیں، کیونکہ مجھے آپ کے لیے ناول لکھنا ہے۔ یہی تو کام ہے میرا۔

اشتیاق

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ

- یہ وقت نماز کا تو نہیں۔
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں۔
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا۔
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص

اشتیاق احمد

صبح کے چھ بجے تک بھی جب بھائی جان نے ہمیں نہ جگایا تو ہم پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ یہ تو آج تک ہوا ہی نہیں تھا۔ گرمی ہو یا سردی، صبح کے پانچ بجے ہم سب کو جگا دینا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔

گرمیوں میں پانچ بجے اٹھنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا سردیوں میں۔ سخت سردی کے دنوں میں جب ہم سونے لگتے ہیں تو لحاف بہت ٹھنڈے لگتے ہیں آخر کار نیند آجاتی ہے لیکن جب صبح لحافوں کے اندر آنکھ کھلتی ہے تو وہ باہر کی ٹھنڈ کے مقابلے میں اتنے گرم ہو چکے ہوتے ہیں کہ کسی حالت میں بھی ان کے اندر سے نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔

لیکن بھائی جان کے آگے کس کی مجال تھی کہ پانچ سے سوا پانچ بجے تک بھی لحاف میں رہ سکتا۔ وہ تو ٹھیک پانچ بجے ہمارے سروں پر آ کھڑے ہوتے اور لحاف الٹ دیتے۔

حال آں کہ ان کی اس عادت کی وجہ سے کئی بار ہمیں

نمونیہ ہوتے ہوتے رہ گیا تھا۔ نزلہ زکام تو خیر ہو ہی جاتا تھا۔ امی نے بھائی جان کو کئی بار منع کیا تھا کہ اس طرح ایک دم لحاف نہ الٹا کرو، لیکن انہوں نے تو کسی کی بات نہ ماننے کی قسم کھائی تھی۔ وہ ہمیں اسی طرح اُٹھاتے رہے اور ہم اٹھتے رہے۔ اس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے تھے۔

ہمیں اُٹھاتے ہی وہ کہتے "چلو، وضو کرو اور مسجد میں چل کر نماز پڑھو۔"

ہمیں ٹھنڈے پانی سے وضو کرکے مسجد کا رُخ کرنا پڑتا۔ آگے آگے وہ ہوتے، پیچھے پیچھے ہم۔ نماز کے بعد وہ ہمیں سیر کے لیے لے جاتے اور پھر باغ میں ننگے پیر چلواتے۔ یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیر برف کے بنے ہوئے معلوم ہونے لگتے۔

لیکن اس دن انہوں نے ہمیں نہیں جگایا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے اپنے اوپر حسرتوں کے پہاڑ ٹوٹتے محسوس کیے۔

میں نے ایک بار پھر لحاف کے اندر ہی اندر اپنی ریڈیم ڈائل والی گھڑی پر نظر ڈالی۔ میری گھڑی واقعی چھے بجا رہی تھی۔ لحاف میں سے منھ نکالے بغیر میں نے حلق سے

پھنسی پھنسی آواز نکالی:

"کالے خاں! تمہاری گھڑی میں کیا وقت ہوا ہے؟"

"پورے چھے۔" اس نے بھی منھ باہر نکالے بغیر کہا۔

"اور مکھن میاں! تمہاری گھڑی میں؟"

"پورے چھے۔" مکھن کی چارپائی سے آواز آئی۔

"ساقی! تمہاری گھڑی کیا کہتی ہے؟"

"چھے بج کر پانچ سکینڈ۔" اس نے کہا۔

"اور میری گھڑی میں بھی بالکل یہی وقت ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا بھائی جان ہمیں جگا چکے ہیں؟" میں نے سوچ سمجھ کر ایک سوال پوچھا۔

"اگر وہ ہمیں جگا چکے ہیں تو ہم ابھی تک بستروں میں کیوں دبکے ہوئے ہیں؟" کالے خاں نے کہا۔

"اور اگر انہوں نے نہیں جگایا تو چھے کس طرح بج گئے؟" مکھن کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز آئی۔

"یہی میں بھی سوچ رہا ہوں۔ یا تو ابھی پانچ نہیں بجے اور ہم چاروں کی گھڑیاں غلط ہیں..." میں نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ مکھن بول اُٹھا:

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"فرض کرنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔" میں نے جھنجلا

کر کہا ' تم درمیان میں ٹوکا نہ کرو۔ ہاں ' تو میں کہہ رہا
تھا کہ یا تو ابھی پانچ نہیں بجے اور ہماری گھڑیاں غلط
وقت بتا رہی ہیں یا پھر بھائی جان ہمیں جگا چکے ہیں ؛
' یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں ؛ ساقی نے بڑے یقین
سے کہا ' اس وقت چھ بج رہے ہیں اور ہماری گھڑیاں
بالکل ٹھیک ہیں ؛

' تو پھر آج ابھی تک بھائی جان نے ہمیں جگایا کیوں
نہیں ؟ میں نے کہا۔

' ہو سکتا ہے وہ آج خود نہ جاگ سکے ہوں ؛ کالے خاں
نے خیال ظاہر کیا۔

' یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ کبھی ایسا ہوا ہے جو آج ہوگا ؟

' ہو سکتا ہے ان کی طبیعت خراب ہو گئی ہو ؛

' ایسی صورت میں وہ ہمیں ضرور اٹھاتے ؛ میں نے کہا۔

' تب پھر کیسے معلوم ہو کہ کیا بات ہے ؟ کالے خاں
نے پوچھا۔

' کچھ معلوم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دبکے پڑے
رہو۔ زندگی میں پہلی مرتبہ تو ایسی مبارک صبح آئی ہے
اور تم اسے پوچھ تاچھ میں غارت کرنا چاہتے ہو ؛ مکھن
میاں بولے۔

' بات تو یہ بھی ٹھیک ہے ؛ ساقی نے کہا۔

' لیکن آخر ہمیں کیسے معلوم ہو کہ انہیں کیا ہو
گیا ہے ؟ میں نے کہا۔

' تم کیا چاہتے ہو ؟ یہ کہ ہم لحافوں سے نکل کر انہیں
اٹھانے جائیں ؟ مکھن نے جھلا کر کہا۔

' ہاں ؛ میں نے کہا۔

' کم از کم میں تو لحاف میں سے نکلنے کو تیار نہیں ہوں ؛
مکھن نے کہا۔

' اور میں بھی نہیں ؛ کالے خاں نے کہا۔

' تو پھر میں بھی تمہاری طرف ہوں ؛ ساقی بولا

' پھر تم اکیلے ہی چلے جاؤ انہیں اٹھانے ؛ مکھن کی
آواز آئی۔

' تم میرا ساتھ چھوڑ رہے ہو ؟

' ہاں۔ کیوں کہ ہم لحافوں کو نہیں چھوڑ سکتے ؛ کالے
خاں بولا۔

' دیکھ لو۔ سوچ لو ؛ میں نے دھمکی دی۔

' اس وقت تو دیکھنا بہت مشکل ہے ' کیوں کہ منہ لحافوں
کے اندر ہیں۔ البتہ ہم سوچ ضرور چکے ہیں ؛ مکھن نے کہا۔ یہ
کہتے ہوئے وہ مسکرایا ضرور ہوگا۔

"کیا؟" میں نے پوچھا۔

"یہی کہ ہم باہر نہیں نکلیں گے۔"

"اچھا، تمہاری مرضی۔"

"تو کیا تم جا رہے ہو؟" ساقی نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں کیا کروں گا جا کر۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔" کالے خاں نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن میں بیٹھے بیٹھے کوشش ضرور کر سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"کیا مطلب؟ کیسی کوشش؟"

"امی یا باجی سے معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں یا پھر ابا جان سے۔"

"یہ لوگ یہاں کہاں۔ یہاں سے دو کمرے دور اپنے اپنے لحافوں میں دبکے ہوں گے۔" مکھن نے بتایا۔

"میری آواز روشن دانوں سے ہوتی ہوئی ان تک پہنچ سکتی ہے۔" میں نے کہا۔

"کیوں دماغ خراب ہوا ہے۔ چپ چاپ پڑے رہو۔ آخر تمہیں ضرورت ہی کیا ہے؟"

"میں بھائی جان کی وجہ سے فکر مند ہوں۔"

"ہو سکتا ہے انہیں نزلہ ہو گیا ہو۔"

"نزلہ تو انہیں پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے۔ لیکن انہوں نے ہمیں آ کر اٹھایا ضرور۔" میں بولا۔

"تو پھر جو تمہارے جی میں آئے، وہ کرو۔" مکھن نے جھنجھلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں اپنا پروگرام شروع کرتا ہوں۔"

"دیکھو باز آ جاؤ۔ آج اتوار ہے اور اتوار کا دن خراب نہ کرو۔ ہو سکتا ہے آج بھائی جان بھی اتوار منانے کے موڈ میں ہوں۔"

"انہوں نے صبح کی سیر کا ناغہ کر کے اتوار کبھی نہیں منائی۔" میں نے جواب دیا۔

"اگر تم سیر کے اتنے ہی شوقین ہو تو....."

"میں تو سیر کے نام ہی سے جلتا ہوں۔ دراصل مجھے بھائی جان کی فکر ہے۔" میں نے کالے خاں کی بات کاٹ کر کہا۔

"تو ہوتے رہو فکر میں دبلے۔ ہمیں نہ ستاؤ۔"

اس کے بعد تینوں نے چپ سادھ لی اور میں سوچنے لگا کہ کیسے لحاف کے اندر دبکے دبکے بھائی جان کی خیریت معلوم کی جا سکتی ہے؟ آخر میں نے ذرا بلند آواز سے کہا۔

"امی جان۔۔!"

امی جان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ شاید وہ بھی لحاف میں منھ دے کر نیند کے مزے لے رہی تھیں۔

"باجی! میں نے اس مرتبہ باجی کو آواز دی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

"ابا جان! میں اس مرتبہ ذرا بلند آواز میں بولا۔

"کیا ہے؟ کیوں چلا رہے ہو؟" ابا جان کی جھنجھلائی ہوئی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، اور میں خوش ہو گیا۔

"ابا جان آپ کی گھڑی میں کیا وقت ہوا ہے؟"

"کیوں، تمہاری گھڑی کو کیا ہو گیا؟"

"شاید خراب ہو گئی ہے۔"

"تو کالے خاں سے پوچھ لو۔ مکھن سے پوچھ لو۔ ساقی سے پوچھ لو۔ میرا دماغ کیوں چاٹ رہے ہو؟"

"ان تینوں کی گھڑیاں بھی خراب ہو گئی ہیں۔"

"کیا مطلب؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"پتا نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" میں نے گڑبڑا کر کہا۔

"ٹھہرو! دیکھ کر بتاتا ہوں۔" وہ بھی لحاف کے اندر سے ہی بول رہے تھے۔ آخر انہوں نے کہا:

"چھ بج کر تین منٹ اور تین ...... نہیں چار سیکنڈ

ہوئے ہیں۔"

"ارے! تو کیا آپ کی گھڑی بھی غلط ہے؟" میں نے چونک کر کہا۔

"کیا مطلب؟" انھوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ وقت تو اس وقت ہم چاروں کی گھڑیاں بھی بتا رہی ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میری گھڑی اور تمہاری گھڑیاں غلط ہیں؟" انھوں نے غصے سے کہا۔

"اس کی وجہ میں آپ کو ابھی بتاتا ہوں۔ آپ پہلے باجی یا امی جان سے ٹائم پوچھ کر بتائیں۔"

"اچھا۔ بیگم! ابی میں نے کہا بیگم! ذرا وقت تو بتائیے

کیا ہوا؟" وہ امی سے مخاطب ہوئے۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں۔" امی بڑبڑائیں۔

"کیا مطلب؟ میں نے وقت پوچھا ہے۔ اس میں کمال کرنے والی کون سی بات ہے؟"

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں گھڑی کا روگ نہیں پالتی۔ یہ مرض تو آپ کو اور آپ کے لاڈلوں کو ہی ہے کہ ہر ایک اپنی کلائی پر گھڑی باندھے پھرتا ہے۔"

"اوہ واقعی۔ یہ بات تو میں اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت بھول گیا تھا۔ خیر، میں ابھی بیٹی سے پوچھ لیتا ہوں۔" یہ کہہ کر انہوں نے باجی کو آواز دی جو برابر والے کمرے میں تھیں۔

"نسرین! بیٹی نسرین! ذرا وقت تو بتانا۔"

"میں آپ کی باتیں سن چکی ہوں۔" باجی نے جواب دیا۔

"تو پھر وقت بتاؤ نا؟" ابا جان جھلا اُٹھے۔

"چھ بج کر چار منٹ، تیس سیکنڈ۔"

"تم نے سنا؟ ہماری گھڑیاں بالکل ٹھیک ہیں۔" ابا جان نے مجھ سے کہا۔

"جی ہاں۔ میں سن چکا ہوں۔"

"لیکن تم نے یہ غلط اندازہ کیسے لگایا تھا کہ ہماری گھڑیاں خراب ہو گئی ہیں؟" انہوں نے پوچھا۔

"ابا جان، آپ شاید بھول رہے ہیں۔"

"کیا بھول رہا ہوں؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"ہر روز صبح پانچ بجے، بھائی جان ہمیں اُٹھا کر وضو کراتے ہیں۔ پھر نماز کے لیے مسجد لے جاتے ہیں اور نماز سے فارغ ہو کر سیر کرانے لے جاتے ہیں۔"

"ہوں!" ان کے مُنہ سے نکلا۔

"اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ آج بھائی جان نے ہمیں ابھی تک آ کر نہیں جگایا۔"

"نہیں جگایا؟" ابا جان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ نہیں جگایا۔"

"لیکن تم باتیں کس طرح کر رہے ہو؟ میرا مطلب ہے سوتے ہوئے باتیں کیسے کی جا سکتی ہیں۔"

"یہ تو ہم خود ہی جاگے ہیں اور ابھی تک لحافوں میں دبکے ہوئے ہیں۔"

"اچھا میں سمجھ گیا۔ خدا خیر کرے۔ یہ آج تونی کو کیا ہو گیا۔ کہیں اس کی طبیعت تو نہیں خراب ہو گئی۔ بیگم ذرا اُٹھ کر دیکھنا۔ تونی اپنے بستر پر کس حالت میں ہے؟"

"ٹھیک ہی ہو گا۔ ابھی میرا لحاف سے نکلنے کو جی نہیں چاہ رہا ہے۔" امّی نے شاید مُنہ بنا کر کہا۔

"لیکن بیگم، آج تونی نے اپنے چاروں بھائیوں کو نہیں جگایا۔"

"تو میں کیا کروں؟ آپ جگا دیں جا کر۔" امّی بولیں۔

"اوہو! وہ تو خود ہی جاگ چکے ہیں۔"

"تب پھر آرام سے لیٹے رہیے۔"

"اور تونی؟ آخر اس نے ان کو کیوں نہیں جگایا؟"

"بات تو واقعی فکر والی ہے" باجی کی آواز آئی۔

"تو بیٹی، ذرا تم ہی اٹھ کر دیکھ لو"

"اچھا، ابا جان" باجی نے سعادت مندی دکھائی۔

میں نے باجی کا یہ جملہ سُنا تو بہت خوش ہوا اور دھیرے سے کالے خاں سے بولا:

"دیکھا، میں نے خود اُٹھے بغیر بھائی جان کی خیریت معلوم کرنے کا انتظام کر دیا ہے"

"واقعی، مانتا ہوں تمہیں۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ کیا ہے" کالے خاں نے تعریف کی۔

"اسی لیے تو ہم تمہیں اپنا لیڈر مانتے ہیں" ساقی نے کہا۔

"لیکن میرا حکم نہیں مانتے" میں نے جل کر کہا۔

"اب مانا کریں گے" محسن نے سچے دل سے کہا۔

"اب چپ چاپ دبک جاؤ۔ کوئی نہ بولے۔ باجی ضرور بھائی جان کے کمرے کی طرف جا چکی ہوں گی۔ جوں ہی بھائی جان کی آنکھ کھلے گی، وہ گھڑی کی طرف بعد میں دیکھیں گے اور ہمیں اُٹھانے کے لیے پہلے آئیں گے۔ اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ آج تو چھ بج چکے ہیں اور نماز کا وقت گزر

چکا ہے، اس پر وہ جھنجلائیں گے، پیر پٹخیں گے۔ مگر تم ٹس سے مس نہ ہونا۔ میں خود ہی ان کی باتوں کا جواب دے لوں گا۔ سمجھ گئے؟"

"کم از کم میں تو سمجھ گیا۔ ان کی ان سے پوچھ لو" کالے خاں نے کہا۔

"میں بھی سمجھ گیا" محسن بولا۔

"اور میں بھی" ساقی نے کہا۔

"بس تو پھر ٹھیک ہے۔ خاموش! اب کوئی کچھ نہ بولے"

کمرے میں مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ باجی، ابو، امی کے کمروں میں بھی خاموشی تھی۔ تھوڑی دیر بعد باجی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی شاید ابا جان کے کمرے کی طرف جا رہی تھیں۔

"ابا جان! ابا جان! آپ سو گئے؟"

"بیٹی، مجھے تنگ نہ کرو۔ ابھی ابھی تو آنکھ لگی ہے" ابا جان نیند میں بولے۔ شاید وہ پھر سو گئے تھے۔

"ابھی آپ نے ہی تو مجھے بھائی جان کا پتا کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ سنیے، بھائی جان ....." وہ کچھ کہتے کہتے رک گئیں۔ ہمارے کان کھڑے ہو گئے۔ ابا جان بھی چونک کر بولے:

"ہاں ہاں۔ کہو۔ بھائی جان۔۔۔"

"تم رک کیوں گئیں؟" امی جان نے جھلا کر کہا۔

"جی وہ، بھائی جان بستر پر نہیں ہیں"

"کیا!!!"

ہم سب کے سب ایک ساتھ اُٹھے۔

ایک پل کے بے موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ پھر امی جان چلائیں:

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو، نسرین؟"

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ بھائی جان اپنے بستر پر نہیں ہیں"

"تو پھر وہ کہاں چلے گئے؟"

"خدا جانے! اگر وہ صبح پانچ بجے جاگے تھے تو انہوں نے ان چاروں کو کیوں نہ جگایا، اور اکیلے ہی اکیلے کہاں چلے گئے؟ آج تک ایسا نہیں ہوا"

"خدا خیر کرے" امی جان کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

اب لحافوں کی گرمی ہمیں کاٹنے لگی تھی۔ دوسرے ہی لمحے ہم چاروں ان کی قید سے آزاد ہو چکے تھے۔ پھر ہم

ابا جان کے کمرے کی طرف دوڑے۔ یہاں باجی ان کی چارپائی کے پاس کھڑی تھیں اور ابا جان اور امی جان ابھی تک لحافوں میں تھے۔ البتہ اب ان کے سر باہر نکل آئے تھے۔

"ہو سکتا ہے وہ غسل خانے میں ہوں۔ آپ نے وہاں دیکھا ہے؟"

"نہیں۔ میں نے صرف بستر دیکھا اور ادھر دوڑ آئی۔"

"لاحول ولاقوۃ۔ آؤ کالے، ہم دیکھتے ہیں۔" میں نے کہا اور وہ تینوں میرے ساتھ کمرے سے باہر نکل آئے۔

اسی وقت امی نے باجی سے کہا:

"لڑکی، تو نے ہمیں یوں ہی ڈرا دیا۔"

"مجھے افسوس ہے، امی جان۔" باجی بولیں۔

"چلو ناشتا تیار کرنے کی فکر کرو۔"

"جی اچھا، امی جان۔"

"امی جان، ابھی ذرا ٹھہریں۔ ہم پہلے بھائی جان کو دیکھ تو آئیں۔"

"وہ غسل خانے میں ہی ہو گا اور کہاں جا سکتا ہے۔"

"اچھا، دیکھتے ہیں۔"

ہم بھائی جان کے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ واقعی اپنے

بستر پر نہیں تھے۔

"ارے! بھائی جان بستر پر تو واقعی نہیں ہیں۔" محسن کے منھ سے نکلا۔

"تو کیا تمہارا خیال تھا، باجی جھوٹ بول رہی ہیں۔" ساقی نے کہا۔

"ہاں، میں سمجھا تھا مذاق کر رہی ہیں۔"

"چھوڑو۔ آؤ غسل خانہ دیکھیں۔" میں نے جھلا کر کہا۔

غسل خانے کا دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر سے خالی تھا۔

"ارے! وہ تو یہاں بھی نہیں ہیں۔"

"تو پھر وہ کہاں چلے گئے؟"

"یہ تو خدا ہی جانتا ہے۔"

"اب کیا کیا جائے؟"

"کیوں نہ ہم ایک نظر پورے مکان پر ڈال لیں۔" کالے خاں نے تجویز پیش کی۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔

ہم سب سے پہلے ابا جان کے کمرے میں آئے۔ وہ اور امی ابھی تک بستروں میں دبکے ہوئے تھے اور باجی پاس کھڑی تھیں۔ ہم نے ان سے تو کچھ نہ کہا اور کمرے میں بھائی جان

کو دیکھنے گئے۔ پہلے چارپائیوں کے نیچے دیکھا، پردوں کے پیچھے دیکھا اور پھر الماریوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ابا جان کی گرج دار آواز نے ہمارے قدم پکڑ لیے۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"تم تو نونی کو غسل خانے میں دیکھنے گئے تھے" امی نے گھبرا کر کہا۔

"جی ہاں۔ دیکھ چکے ہیں۔ اسی لیے تو اس کمرے میں تلاش کر رہے ہیں" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" تینوں نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ بھائی جان غسل خانے میں بھی نہیں ہیں"

"ارے! تو پھر وہ کہاں چلے گئے؟" باجی کے منہ سے نکلا۔

"خدا جانے۔ ہم نے انہیں پورے گھر میں تلاش کرنے کا پروگرام بنایا اور سب سے پہلے اس کمرے کی تلاشی لینے چلے آئے"

"بکو مت۔ نونی کا بھلا یہاں کیا کام"

"تو ٹھیک ہے۔ ہم انہیں دوسرے کمروں میں دیکھ

لیتے ہیں"

اب باجی بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئیں۔ ہم سب سے پہلے انہی کے کمرے کی طرف بڑھے۔

"یہاں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، بے وقوفو!" انہوں نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی اچھا" یہ کہہ کر ہم اپنے کمرے کی طرف مڑے۔

"حد ہو گئی۔ تم چاروں میں عقل ذرا بھی نہیں ہے۔ یہ تو تمہارا اپنا کمرہ ہے"

"تو پھر کہاں دیکھیں؟" میں نے بھی جھنجھلا کر کہا۔

"ان تینوں کمروں کو چھوڑ کر باقی سارا مکان دیکھیں گے"

"تو پھر چلیے"

ہم باورچی خانے میں آئے۔ بھائی جان یہاں بھی نہیں تھے۔ ہماری حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی — ڈرائنگ روم بھی بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ ہم نے اس کی اچھی طرح تلاشی لی۔ اس کے بعد سٹور روم کی باری آئی۔ پھر ہم چھت پر چڑھ گئے۔ چھت بھی ویران پڑی تھی۔

آخر پورے مکان کا چپا چپا دیکھ ڈالنے کے بعد ہم

منہ لٹکائے ابا جان کے کمرے میں آئے۔ ہمارے لٹکے ہوئے منہ پہلے ہی پکار پکار کر اعلان کر رہے تھے کہ ہم ناکام لوٹے ہیں، اس لیے ہم منہ سے کیا بولتے۔

" تو کیا توتی نہیں ملا؟ " ابا جان نے پوچھا۔

" جی نہیں۔ وہ گھر میں کہیں نہیں ملے "

" کیا؟ " ابّو اور امی دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ لحاف فرش پر آ رہے۔ لیکن کسی نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔

" کہیں ایسا تو نہیں کہ آج کسی وجہ سے وہ ان چاروں کو ساتھ لیے بغیر سیر کرنے چلے گئے ہوں " باجی نے خیال ظاہر کیا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ " میں نے کہا۔

" کیوں؟ ہو کیوں نہیں سکتا؟ " باجی نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" اس لیے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا "

" شاید آج ہو گیا ہو " امی بولیں۔

" تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم اس وقت تک انتظار کر لیتے ہیں جس وقت یہ سیر سے واپس آیا کرتے ہیں " ابا جان بولے۔

" ہم تو ساڑھے چھ بجے واپس آجایا کرتے ہیں، اور اس وقت سوا چھ بج رہے ہیں " کالے خاں نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

" تو گویا ابھی تمہارے آنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں۔ " ابا جان نے کہا۔

" جی ہاں "

" تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم پندرہ منٹ تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر وہ نہ آیا تو پھر دیکھیں گے۔ "

" کیا دیکھیں گے؟ " امی جان نے پریشان ہو کر کہا۔

" یہ دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے " ابا جان جھلا کر بولے۔

" تو اس قدر غصے ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے اپنے توتی کی پڑی ہے " امی نے منہ بنا کر کہا۔

" ہمیں بھی انہی کی پڑی ہے "

ہم سب پندرہ منٹ گزرنے کا انتظار کرنے لگے۔ بار بار اپنی گھڑیوں کی طرف دیکھ رہے تھے لیکن پندرہ منٹ کسی طرح گزرنے ہی میں نہیں آ رہے تھے۔

" یہ کم بخت پندرہ منٹ کیسے گزریں گے " باجی بولیں۔

" شاید آج نہیں گزریں گے " میرے منہ سے نکلا۔

"چپ رہو! تمہاری باتوں سے تو اچھا بھلا آدمی پریشان ہو جاتا ہے اور ہم پہلے ہی پریشان ہیں۔" باجی نے مجھے خوں خوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اگر بولیں گے نہیں تو یہ پندرہ منٹ اور بھی مشکل سے گزریں گے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ ہمیں کچھ نہ کچھ بات کرنی چاہیے۔" ابا جان بولے۔

"کیا بات کریں؟" امی بولیں۔

"بس کوئی بات۔"

"مجھے تو کوئی بات نہیں سوجھ رہی۔"

"صوفی، تم ہی کوئی بات کرو۔" ابا جان بولے۔

"جی، کیا بات کروں؟ میری بات سے تو اچھا بھلا آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔" میں نے جل کر کہا۔

"توبہ ہے بھئی۔" امی بولیں۔

"کالے خاں، تم کوئی بات کرو۔" میں نے کہا۔

"میں تو بہت دیر سے کوئی بات کرنے کی سوچ رہا ہوں۔" وہ بولا۔

"تو پھر کرتے کیوں نہیں؟"

"سوچ رہا ہوں کہ کیا کروں!"

"لاحول ولا قوۃ!"

"ایک لطیفہ سناؤں؟" مکھن بول پڑا۔

"یہ لطیفوں کا وقت نہیں ہے۔ ہم پریشان ہیں۔ کسی کو ہنسی نہیں آئے گی۔" ابا جان بولے۔

"ہاں، یہ بھی ٹھیک ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔ نہ سنو۔"

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ پندرہ منٹ ابھی نہیں گزرے تھے۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ مکھن سے لطیفہ ہی سن لیتے۔" کالے خاں نے کہا۔

"اچھا مکھن، چلو لطیفہ ہی سناؤ۔"

"سنیے۔ ارے! مگر میں تو بھول بھی گیا۔"

"دھت تیرے کی۔"

"اب اس میں میرا کیا قصور۔ اسی وقت سن لیتے۔"

"کتنے منٹ گزر گئے ہیں؟" امی جان نے پوچھا۔

"صرف سات۔ ابھی آٹھ منٹ باقی ہیں۔"

"اُف میرے خدا! یہ آٹھ منٹ کب گزریں گے؟"

"آٹھ منٹ بعد۔" ساقی کے منہ سے نکلا۔

"چپ رہو!" امی جھلا اٹھیں۔

"آپ خود ہی تو کوئی بات کرنے کو کہہ رہی تھیں۔"

"یہ تم نے بات کی ہے؟" انہوں نے غصے سے کہا۔

"میرے خیال میں تو یہ بالکل صحیح بات ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ آٹھ منٹ کب گزریں گے؟ میں نے کہہ دیا آٹھ منٹ بعد۔ اس میں کیا غلط ہے؟"

"بالکل معقول بات ہے۔" ابا جان بولے۔

"جی ہاں۔ نامعقول باتیں تو بس میں کرتی ہوں۔"

"یہ میں نے کب کہا۔" ابا جان جلدی سے بولے۔

"آپ نے کہا یا نہیں کہا، مطلب آپ کا یہی تھا۔"

"ارے نہیں بیگم، تم بالکل غلط سمجھی ہو۔"

"جی ہاں۔ میں تو ہر بات غلط ہی سمجھتی ہوں۔" امی جان نے جل کر کہا۔

"ارے ارے! تم تو میرے پیچھے ہی پڑ گئیں۔"

"اب اور کیا کروں؟ یہ کم بخت آٹھ منٹ...."

"امی آٹھ نہیں، اب تو صرف چار رہ گئے ہیں۔" میں نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ چار منٹ اور گزر گئے۔"

"یہ چار منٹ بھی اسی طرح گزر جائیں گے۔ بے فکر رہیں۔" مکھن بولا۔

"بے فکر کیسے رہیں، جب تک ٹونی نہیں آجاتا۔" امی بولیں۔

"آ جائیں گے وہ بھی۔ آخر وہ جا کہاں سکتے ہیں؟" کالے خاں نے امی جان کو تسلی دینے کی غرض سے کہا۔

"لیکن رہ رہ کر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ آخر وہ اکیلے کیوں چلے گئے؟ ہمیں ساتھ لے کر کیوں نہیں گئے؟" ساقی بولا۔

"یہی تو حیرت انگیز بات ہے۔ لیکن اس کا جواب بھائی جان کے سوا کون دے سکتا ہے۔"

"تب پھر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم ان کا انتظار کریں۔" میں نے کہا۔

"وہ تو ہم کر رہے ہیں۔" باجی بولیں۔ چند لمحے خاموش رہی۔ پھر امی بولیں:

"یہ تمہارے موئے چار منٹ ابھی تک ختم ہوئے یا نہیں؟"

"جی بس گزرنے ہی والے ہیں۔"

"ابھی تک گزرنے والے ہیں! گزرے نہیں؟" امی نے جھلا کر کہا۔

"تو امی جان، اس میں ہم پر بگڑنے والی کون سی بات

ہے۔ گھڑیوں پر غصّہ اتاریے۔"

"تمہاری گھڑیاں ہی نامعقول ہیں۔" انہوں نے تیز لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک۔ تو پھر ہمیں ایک ایک گھڑی نئی دلوادیں۔" میں نے خوش ہو کر کہا۔

"ایسے چونچلے تو یہ تمہارے ابّو ہی پورے کر سکتے ہیں۔ میں ان فضول خرچیوں کی عادی نہیں۔" امّی نے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا۔

"امی جان، آپ گھڑیوں کو فضول بتا رہی ہیں۔"

"تم چاروں کے پاس ایک ہی گھڑی ہوتی، تب بھی کام چل سکتا تھا۔" انہوں نے کہا۔

"لیکن وہ کس کی گنی جاتی؟" کالے خاں نے کہا۔

"چاروں کی۔"

"پھر ہم چاروں لڑا کرتے۔"

"تم ہو ہی نامعقول — ارے میں کہتی ہوں، چار منٹ پورے ہوئے کہ نہیں؟"

میں نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ پورے ساڑھے چھے بج رہے تھے۔

"ساڑھے چھ ہو گئے ہیں۔" میں نے اعلان کیا۔

"ہو گئے ہیں؟ یا اللہ تیرا شکر ہے! لیکن توپ کیوں نہیں آیا اب تک؟"

"جی؟" ہم چونکے۔

"اگر ساڑھے چھے بج گئے ہیں تو اب تک توپ کیوں نہیں آیا؟" امی نے اپنا سوال دہرایا۔

اس سوال کا ہمارے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

"اُف! ساڑھے چھ بج بھی گئے اور ژانی اب تک نہیں آیا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟" ابا جان نے گھبرا کر کہا۔

"اب کیا کریں؟ اس وقت تک تو ہم اسی یقین پر ڈٹے ہوئے تھے کہ بھائی جان آج ہمارے بغیر ہی سیر کرنے چلے گئے ہوں گے۔ لیکن اگر وہ سیر کرنے چلے گئے ہوتے تو اس وقت تک ضرور واپس آجاتے" میں نے کہا۔

"کیوں نہ انہیں باہر نکل کر دیکھا جائے؟ خدا نہ کرے، کسی حادثے کا شکار نہ ہو گئے ہوں" کالے خاں نے کہا۔

"کالے خاں کا خیال ٹھیک ہے۔ یہی کرنا چاہیئے" ابا جان بولے۔

"تو ٹھیک ہے۔ ہم چاروں جاکر دیکھتے ہیں" میں

نے کہا۔

"نہیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ البتہ تمہاری امی اور نسرین گھر میں رہیں گی۔ ہو سکتا ہے ہمارے پیچھے ژانی آ جائے" ابا جان نے کہا۔

"آمین!" امی کے منہ سے نکلا۔ ہم اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"اب تو ساڑھے چھ سے بھی تین منٹ زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس لیے ثابت ہوا کہ کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے" مکھن نے اپنی گھڑی پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیوں کہ بھائی جان سے زیادہ وقت کا پابند بھلا کون ہو گا۔ وہ تو ہمیں ساتھ لے کر ٹھیک ساڑھے چھ بجے گھر واپس آجایا کرتے ہیں"

"اچھا، اب جاؤ گے بھی یا یہیں باتیں بناتے رہو گے؟" امی جان جھلّا کر بولیں۔

اور ہم دروازے کی طرف چل پڑے، لیکن دوسرے ہی لمحے ٹھٹک کر رہ گئے۔ ہمارے قدم جہاں تھے، وہیں گڑ گئے۔ ہماری نظریں دروازے پر جمی تھیں اور آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ ہم سب کے منہ سے نکلا:

"ارے! ارے!"

اور یہ ارے ارے اتنے زور سے نکلا تھا کہ امی جان اور باجی نے بھی سن لیا۔ وہ بھی دروازے کی طرف دوڑی آئیں۔

"کیا ہوا؟ خیر تو ہے؟" باجی آتے ہی بولیں۔

"آپ یہاں کیوں رُک گئے؟ جاتے کیوں نہیں؟" امی نے ابا جان سے کہا۔

"ارے! آپ تو اس طرح خاموش ہیں جیسے آپ کو کوئی انوکھی چیز نظر آ گئی ہو" امی جان نے پریشان ہو کر کہا۔

ہم نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ دیتے بھی کیسے۔ ہم حیرت سے بت بنے کھڑے تھے۔ ہماری زبانیں گنگ ہو چکی تھیں اور پھر ان دونوں نے بھی ہماری نظروں کے تعاقب میں دروازے کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے ان کا بھی وہی حال ہوا جو ہمارا تھا۔

اب وہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دروازے کو دیکھ رہی تھیں۔ خوف کے مارے ان کا بُرا حال تھا۔ آپ سب جو یہ کہانی پڑھ رہے ہیں، سوچ سوچ کر حیران ہو رہے ہوں گے کہ آخر ہمیں دروازے پر ایسی کیا چیز

نظر آ گئی تھی؟

تو سنیے۔ دروازہ اندر سے بند تھا، اور اسی چیز نے ہمیں حیرت زدہ اور خوف زدہ کر دیا تھا۔ اگر بھائی جان سیر کرنے باہر گئے تھے تو دروازہ اندر سے کس طرح بند تھا؟ اگر نہیں گئے تو پھر وہ کہاں گئے؟

"ہیں! یہ دروازہ تو اندر سے بند ہے؟" ابا جان چلائے۔

"تو پھر؟ کیا بھائی جان آج سیر کرنے نہیں گئے؟" مکھن بولا۔

"اگر وہ سیر کرنے کے لیے نہیں گئے تو گھر میں کیوں نہیں ہیں؟" کالے خاں نے حیران ہو کر کہا۔

"اُف خدا! یہ کیا چکر ہے!"

"کہیں وہ کسی کھڑکی سے نہ نکل گئے ہوں؟" میں نے کہا۔

"بہت بے وقوف ہو تم۔ آخر اس لمبے چوڑے دروازے کے ہوتے ہوئے انہیں کھڑکی سے جانے کی کیا ضرورت تھی؟" ابا جان نے جھلا کر کہا۔

"خدا جانے ان کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہو گا۔ ہمیں کھڑکیاں دیکھ لینی چاہییں" باجی نے میری بات مانتے

ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہی تو میں کہتا ہوں" میں جلدی سے بولا۔

"تو پھر چلو، پہلے کھڑکیاں ہی دیکھ لیں"

اور یہ فوج گھر کی کھڑکیوں کی طرف بھاگی۔

سردیوں کے دنوں میں کھڑکیاں کھلی کہاں چھوڑی جاتی ہیں۔ ہر کھڑکی بند ملی۔ ہم نے پورے گھر کی کھڑکیاں دیکھ ڈالیں۔ ان میں سے کئی میں تو لوہے کی سلاخیں بھی لگی تھیں۔ اگر تین چار بغیر سلاخوں کے تھیں بھی تو وہ بھی اندر سے بند تھیں۔

اب تو ہم سب چکرا گئے۔ ہم نے سوچا تھا کہ آج کسی وجہ سے بھائی جان ہمیں جگائے بغیر سیر کرنے چلے گئے ہیں۔ جب وہ نہیں آئے تو ہم انہیں باہر تلاش کرنے کی نیت سے دروازے تک آئے لیکن دروازہ اندر سے بند ملا۔ ہم نے خیال کیا کہ شاید بھائی جان کسی کھڑکی سے چلے گئے ہوں گے لیکن دیکھ بھال کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ گھر کی تمام کھڑکیاں اندر سے بند ہیں۔

ہم سب سر پکڑ کر فرش پر اکڑوں بیٹھ گئے۔

اس سے زیادہ عجیب واقعہ ہماری زندگی میں کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ ہمیں اپنے ذہن سن ہوتے معلوم ہوئے۔

"اف خدا! کہیں ہم کسی جادوئی جگہ میں تو نہیں پھنس گئے!" کالے خاں کے منہ سے نکلا۔

"جادوئی جگہ؟ کیا مطلب؟" ساقی نے حیران ہو کر کہا۔

"مطلب یہ کہ بند گھر سے کوئی کس طرح غائب ہو سکتا ہے" ابا جان بولے۔

"چھت کے ذریعے" اچانک ساقی کے منہ سے نکلا

"کیا؟" ہم سب چونک کر بولے، کیوں کہ ابھی تک کسی کا خیال چھت کی طرف نہیں گیا تھا۔

"ساقی ٹھیک کہتا ہے۔ وہ ضرور چھت پر سے کود کر باہر نکلے ہیں" میں بولا۔

"بکواس! یہ ناممکن ہے۔ چھت بہت اونچی ہے۔ آخر وہ چھت سے گلی میں کس طرح اترے ہوں گے، اور پھر انہیں ایسا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ دروازہ جو موجود ہے" باجی نے کہا

"پھر بھی، ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آگیا ہو کر اسے چھت پر جانا پڑ گیا ہو اور وہاں سے وہ کسی

نہ کسی طرح گلی میں اُتر گیا ہو۔" اس مرتبہ امی جان
بول اٹھیں۔

"کیا پاگلوں کی سی باتیں کر رہی ہو، بیگم۔" ابا جان نے
کہا۔

"اگر یہ پاگلوں جیسی باتیں ہیں تو آپ عقل مندوں جیسی
صرف یہ بات بتا دیں کہ ترنی کہاں چلا گیا ہے؟ کس
راستے سے گیا ہے؟ کیوں گیا ہے؟" امی ایک ہی
سانس میں کہہ گئیں۔

"اچھا بابا، چلو چھت کو بھی دیکھ لیں۔" ابا جان جھلا
اٹھے۔

ہم سب زینے کی طرف چل پڑے۔ پھر سیڑھیاں چڑھتے
ہوئے اوپر پہنچے۔ لیکن یہ کیا! زینے کا دروازہ بھی اندر
سے بند تھا۔ اگر بھائی جان اس راستے سے کہیں گئے تھے
تو اس دروازے کو بند نہیں ہونا چاہیے تھا۔

"لو بھئی! یہ خیال بھی یوں ہی گیا۔ دروازہ تو اندر
سے بند ہے۔" مکھن بولا۔

"اسے کھولو۔ چھت پر دیکھنا چاہیے۔" میں نے
ساقی سے کہا، کیوں کہ وہ سب سے آگے کھڑا
تھا۔

"کیا اُلٹی باتیں کر رہے ہو۔ بھلا اس کا چھت پر
کیا کام۔ اور پھر زینے کا دروازہ اندر سے بند ہے۔" ابا جان
نے بُرا سا مُنھ بنایا۔

"ابا جان، ہم ہر طرح سے اطمینان کرنا چاہتے ہیں۔"

"کر لو اطمینان، میرا دماغ نہ خراب کرو۔"

زینے کا دروازہ کھولا گیا۔ چھت خالی پڑی تھی۔
سردیوں میں بھلا ہم کاہے کو چھت پر چڑھنے لگے۔
دن کے وقت سارا دن صحن میں دھوپ رہتی ہے۔ اس
لیے ساری سردیاں چھت یوں بے کار پڑی رہتی ہے
جیسے اس سے ہمارا کوئی رشتہ ہی نہ ہو۔

"چھت پر بھی بھائی جان کے کوئی آثار نہیں ہیں۔"
مکھن بولا۔

"وہ بھائی جان ہیں، کوئی طوفان تو نہیں کہ تم آثار
دیکھ رہے ہو۔" ساقی نے اُسے جھڑک دیا۔

"لو، اب چھت کی تلاشی لے لو۔ اس کے ایک ایک
انچ پر دیکھ لو۔" ابا جان نے جھنجلا کر کہا۔

ہم نے چھت کا ایک چکر لگایا، مگر وہاں کیا تھا۔
پھر ہم نے منڈیروں پر سے جھک جھک کر نیچے بھی دیکھا
اور آخر مایوس ہو کر زینے پر آ گئے۔

"کیوں مل گئے تمہارے بھائی جان؟" ابا جان بولے۔

"جی ۔۔ جی نہیں تو۔"

"تو پھر چلو، نیچے چل کر انسپکٹر سرور کو فون کرتے ہیں۔ یہ کوئی لمبا ہی چکر معلوم ہوتا ہے۔" ابا جان نے جلدی سے کہا۔

"خدا کے لیے جو کرنا ہے، جلدی کیجیے۔ میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔" امی نے کہا۔

"ابا جان، آپ کا خیال ہے کہ انہیں اغوا کیا گیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ اب تو میں بھی سوچنے پر مجبور ہوں۔"

"لیکن کیسے؟ کیا مجرم ہوا میں اڑ کر صحن تک پہنچے تھے اور پھر وہاں سے بھائی جان کے کمرے میں جا کر انہیں اٹھا لائے اور اُن سے کہا کہ اب وہ بھی اُن کے ساتھ ہوا میں اڑیں؟" میں نے کہا۔

"یہی تو میں کہتا ہوں کہ کوئی لمبا چکر معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو نا، آخر کوئی سراغ کیوں نہیں مل رہا ہے؟" ابا جان بولے "یہ ضرور کسی جرائم پیشہ گروہ کا کام ہے۔"

"آخر انہوں نے بھائی جان کو کیوں اغوا کیا ہوگا؟" کالے خاں نے پوچھا۔

"یہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ ہم سے بھی چوڑی رقم مانگیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تو پھر جلدی سے انکل سرور کو فون کیجیے۔" میں نے کہا۔

ہم نیچے اتر کر ڈرائنگ روم میں پہنچے۔ ابا جان نے تھانے کے نمبر ڈائل کیے۔

"ہیلو! کون صاحب ہیں؟"

"میں اللہ دتہ بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیڈ کانسٹیبل۔"

"اور میں سیٹھ مشتاق بول رہا ہوں۔ سرور کو فون پر بلا دیجیے۔" ابا جان نے کہا۔

"کیا؟ سیٹھ مشتاق صاحب؟ وہ ابھی تک نہیں آئے۔ گھر پر ہوں گے۔" جواب ملا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ اسے بھی آج ہی لیٹ ہونا تھا۔" ابا جان بولے۔

"جی بس آتے ہی ہوں گے۔ لیجیے، وہ آ گئے۔ جناب آپ کے عزیز دوست سیٹھ مشتاق صاحب کا فون ہے۔" ریسیور میں آواز آئی۔

"اوہ اچھا!" سرور صاحب نے یہ کہہ کر ریسیور لے لیا۔

"ہیلو مشتاق، کیا حال ہے؟ معلوم ہوتا ہے آج مجھے ناشتے کی دعوت دینے کا ارادہ ہے جو اتنی صبح صبح فون کیا ہے۔ کیا کچھ تیار کیا ہے؟"

"نہیں تو ہر وقت مذاق ہی سوجھتا ہے۔ میں بہت سنجیدہ ہوں۔"

"اتنے سویرے بہت سنجیدہ ہونے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟" سرور صاحب نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"تونی گھر سے غائب ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہاں آ کر ہی سمجھ لینا۔ ہم سب بہت ہی پریشان ہیں۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں فوراً آ رہا ہوں۔" سرور صاحب نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ہم سب بے چینی سے انسپکٹر سرور کا انتظار کرنے لگے۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ہم سب کا دماغ خراب ہو گیا ہو۔ اچانک ساقی کے ذہن میں ایک خیال آیا:

"بہت خوب! ابّو، مجھے ایک بہت ہی اہم خیال آیا ہے۔"

"جی فرمایئے؟"

"یہ مکان آپ نے کسی سے خریدا تھا یا خود بنوایا تھا؟"

"کیوں؟ یہ تم نے کیوں پوچھا؟"

"بس پوچھا ہے۔ پہلے آپ جواب دیں۔"

"یہ میرے باپ دادا نے بنوایا تھا۔"

"بہت خوب! میں اب سارے معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا ہوں۔" ساقی نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" ابّا جان نے چونک کر پوچھا۔ باقی لوگ بھی اُسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"مطلب یہ کہ اس مکان میں ضرور کوئی تہ خانہ ہے۔" ساقی دور کی کوڑی لایا۔

"اچھا! تو پھر؟" میں نے حیران ہو کر کہا۔

"کسی نہ کسی طرح بھائی جان کو اس تہ خانے کا راستہ معلوم ہو گیا ہو گا اور وہ اسے دیکھنے کے لیے نیچے اتر گئے ہوں گے۔"

"تو اب تک اوپر کیوں نہیں آئے؟" مکھن نے جل کر کہا۔

"اس کا جواب میں کیا دے سکتا ہوں۔ نہ جانے وہاں

ان کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا- ہو سکتا ہے...'' ساقی کچھ کہتے کہتے رک گیا- اس کی آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا تھا-

"کیا ہو سکتا ہے؟ صاف صاف کیوں نہیں کہتے؟"

"ہو سکتا ہے نیچے تہ خانے میں بھائی جان کی ملاقات کسی جن یا بھوت سے ہو گئی ہو" ساقی کو شاید جنوں بھوتوں اور آسیب زدہ مکانوں کی کہانیاں یاد آ گئی تھیں-

"لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ - یہ کیا واہیات بک رہے ہو!" ابا جان بولے-

"کیوں؟ کیا یہ نہیں ہو سکتا؟"

"ارے میاں، یہ سائنس کا دور ہے- انسان چاند پر پہنچ چکا ہے- اب جنوں بھوتوں کی باتیں خواب کی باتیں لگتی ہیں"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جنوں بھوتوں کا اب کوئی وجود نہیں رہا؟"

"ہاں"

"لیکن آپ کے کہنے سے کیا ہوتا ہے اور پھر جنوں اور بھوتوں کو اس سے کیا کہ انسان چاند پر پہنچ چکا ہے"

"شاید ساقی ٹھیک کہہ رہا ہے" باجی پریشان ہو کر بولیں-

"بکواس- میں نہیں مانتا"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جن بھوت بھی چاند پر آباد ہونے کی سوچ رہے ہوں- ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں انہیں انسان کی مدد لینی پڑے گی" گلشن نے مسکرا کر کہا-

"مذاق مت کرو- میں بہت فکر مند ہوں" امی نے گھورا-

"آپ خود سوچیے ابا جان، آخر بھائی جان کہاں جا سکتے ہیں! تہ خانے والی بات میرے تو دل کو لگی ہے" باجی بولیں-

"لگتی ہو گی- میں نہیں مانتا- اگر اس مکان میں کوئی تہ خانہ ہوتا تو میرے باپ دادا مجھے ضرور بتاتے-"

"ہو سکتا ہے وہ بتانا بھول گئے ہوں- کیوں نہ ہم اس تہ خانے کو تلاش کریں"

"یہ کوشش فضول ہو گی اور پھر میں سرور کے آنے سے پہلے کچھ نہیں کر سکتا- آخر وہ انسپکٹر ہے- وہ آتے ہی یہ مسئلہ چٹکیوں میں حل کر دے گا" ابا جان بولے-

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ چٹکی بجاتے ہیں بھائی جان کو برآمد کر لیں گے؟" میں نے کہا۔

"میرا خیال تو یہی ہے۔"

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ مگر بظاہر تو یہ ناممکن نظر آتا ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ٹونی نہیں ملے گا؟" امی جان نے مجھے خوں خوار نظروں سے گھورا۔

"جی، جی نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔" میں نے گھبرا کر کہا۔

"تو پھر کیا مطلب تھا؟"

"جی، میرا مطلب تھا.... میرا مطلب تھا.... کہ.... جی وہ جی — ہاں یاد آیا۔ میرا مطلب صرف یہ تھا.... کہ.... کہ.... اب کیا بتاؤں کہ میرا مطلب کیا تھا۔" میں نے ہکلاتے ہوئے آخر جملہ مکمل کر ہی دیا۔

"یہ تم نے مطلب بتایا ہے؟" باجی بولیں۔

"جی ہاں۔" میں نے ڈھٹائی سے کہا۔

"بکو مت۔" وہ بولیں۔

"جی اچھا۔"

اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی اور ہم سمجھ گئے کہ انسپکٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ ہم سب دروازے کی طرف دوڑے۔

دروازے پر واقعی انسپکٹر سرور کھڑے تھے۔ وہ ہمیں اس
طرح دروازے پر جمع دیکھ کر گھبرا گئے۔

"خیر تو ہے؟ آپ سب تو بہت پریشان دکھائی
دیتے ہیں؟"

"بات ہی پریشانی والی ہے۔" ابا جان بولے۔

"بات کیا ہے؟"

"توفی غائب ہے۔"

"توفی غائب ہے؟ کیا مطلب؟"

"پہلے تم اندر تو آجاؤ۔ پھر تمہیں سب کچھ بتائیں گے۔"
ابا جان بولے۔

ہم انسپکٹر سرور کو لے کر اندر آئے۔ جب وہ بیٹھ گئے
تو ابا جان نے انہیں پوری تفصیل سے بھائی جان کی پُراسرار
گم شدگی کے متعلق بتایا۔ انہیں یہ بھی بتانا پڑا کہ صبح سویرے
وہ ٹھیک پانچ بجے اٹھنے کے عادی ہیں اور ساتھ میں سارے

بچوں کو بھی اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد مسجد میں جا کر نماز پڑھتے
ہیں۔ پھر سیر کے لیے جاتے ہیں۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" انسپکٹر سرور بولے۔

"ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا، ہمارے ہاں یہ ہو چکا
ہے۔" ابا جان بولے۔

"غلط۔ بالکل غلط۔ میں نہیں مانتا۔" انسپکٹر نے کہا۔

"کیا مطلب؟ کیا نہیں مانتے؟" ابا جان نے حیران ہو
کر پوچھا۔

"یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تمام دروازے اور کھڑکیاں بند
ہوں اور کوئی اندر سے غائب ہو جائے۔ ضرور کوئی دروازہ
یا کھڑکی کھلی رہ گئی ہو گی۔"

"نہیں۔ ہم نے ایک ایک دروازہ اور کھڑکی دیکھ
ڈالی ہے۔ یہاں تک کہ زینہ بھی دیکھ ڈالا۔"

"تو پھر اس کا صرف ایک ہی مطلب ہے۔" وہ بولے

"وہ کیا؟" ہم ایک ساتھ بولے۔

"رات توفی گھر آیا ہی نہیں۔"

"واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ارے بھئی، اس نے
ہم سب کے ساتھ شام کی چائے پی تھی اور پھر رات
کا کھانا کھایا تھا۔ اس کے بعد وہ ہمارے سامنے اپنے

کمرے میں گیا تھا۔" ابا جان نے جھلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کب کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوا ہو گا۔"

"تو پھر؟"

"پھر یہ کہ اس وقت تک آپ لوگوں نے دروازہ بند نہیں کیا ہو گا۔ وہ کسی کو بتلائے بغیر کسی کام سے گھر سے باہر نکل گیا، اور پھر کسی وجہ سے واپس نہیں آ سکا۔ آپ لوگوں کو پتا ہی نہ چلا کہ وہ گھر سے باہر ہے۔ آپ نے دروازے بند کیے اور سو گئے۔"

"تمہاری بات بہت وزن رکھتی ہے، سرور۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ وہ ہمارے سامنے اپنے کمرے میں گیا تھا۔ ہم نے اس کے کمرے کا دروازہ بند ہونے اور چٹخنی لگنے کی آواز سنی تھی اور پھر دوبارہ چٹخنی گرائے جانے کی آواز نہیں سنی۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ہم سونے کے لیے لیٹ گئے تھے۔ دروازے تو پہلے ہی بند کیے جا چکے تھے، اس لیے تمہارا خیال غلط ثابت ہو جاتا ہے۔" ابا جان نے کہا۔

"اگر میرا خیال غلط ہے تو پھر شاید یہ اس صدی کا سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ ثابت ہو گا۔ لیکن

اس سے پہلے میں پورے مکان پر ایک نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ آؤ، دیکھ لو۔"

انسپکٹر سرور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم سب بھی ان کے ساتھ اُٹھے۔ سب سے پہلے انہوں نے بھائی جان کا کمرا دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ہم انہیں لے کر کمرے میں گئے۔ انہوں نے بستر کو غور سے دیکھا، پھر سارے کمرے کا جائزہ لیا۔ کچھ دیر سوچ میں ڈوبے رہے، پھر بولے:

"وہ سیر کے لیے کون سے جوتے استعمال کرتے ہیں؟"

"ہوائی چپل پہن کر جاتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"ہوں! تو پھر سنیے۔ رات وہ اس کمرے میں ہی سوئے تھے اور پھر صبح اٹھ کر اس کمرے سے شاید سیر کرنے کے ارادے سے ہی نکلے تھے، لیکن کمرے سے نکلنے کے بعد ان کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا، ابھی اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ رات کو اپنے بستر پر ہی سوئے تھے؟" کالے خاں نے پوچھا۔

"بستر کو غور سے دیکھو۔ صاف پتا چلتا ہے کہ کوئی

اس پر ساری رات سویا رہا ہے۔

"ہوں! میرے منہ سے نکلا۔

"اور ان کی چپل بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہاں سے چپل پہن کر نکلے ہیں۔"

"تو پھر؟ اب کیا کیا جائے؟ آخر ٹونی کہاں چلا گیا؟ امی جان بولیں۔

"گھبرائیے نہیں۔ ابھی میری تفتیش مکمل نہیں ہوئی۔" سرور صاحب نے کہا اور کمرے کی کھڑکیوں کا جائزہ لینے لگے۔"

ان کے کمرے کی ایک کھڑکی باہر گلی میں کھلتی ہے اور دوسری مکان کے اندر۔ گلی والی کھڑکی سے کوئی ان کے کمرے میں داخل ہو سکتا تھا۔ بشرطیکہ کھڑکی کھلی ہوتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی کھڑکی کے راستے اندر آیا تھا اور ٹونی کو اپنے ساتھ لے گیا تو وہ اندر سے کھڑکی کیسے بند کر گیا؟ اس سوال کا جواب ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی نہیں آتا۔ کیا کھڑکی بھی اندر سے بند ملی تھی؟"

"ہاں۔ ہم نے اس وقت تک سوائے باہر کے دروازے کے اور کسی کھڑکی یا دروازے کو ہاتھ نہیں لگایا۔"

"ہوں۔ معاملہ کچھ پلے نہیں پڑا۔ میں نے اسے کوئی

بہت ہی معمولی واقعہ سمجھا تھا، لیکن یہ تو ہر لمحے پُراسرار ہوتا جا رہا ہے۔ اچھا خیر۔ باہر چلتے ہیں۔"

ہم انسپکٹر سرور کے پیچھے کمرے سے باہر نکلے اور وہ برآمدے کا جائزہ لینے لگے۔

"بچوں نے تمہارے آنے سے پہلے ایک بہت ہی عجیب خیال پیش کیا تھا۔ اس وقت میں نے انہیں جھڑک دیا تھا لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ تم بھی وہ خیال سن لو۔" ابا جان نے کہا۔

"کیوں نہیں۔ ضرور بتاؤ۔"

"انہوں نے کہا تھا کہ کہیں اس مکان میں کوئی تہ خانہ نہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ بھائی جان کو اتفاق سے اس کا راستہ معلوم ہو گیا ہو اور وہ اس تہ خانے میں اتر گئے ہوں۔"

"ہوں! کیا آپ کو کسی تہ خانے کی موجودگی کا علم ہے؟" انسپکٹر سرور نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ مکان میرے دادا نے بنوایا تھا۔ کچھ حصہ والد صاحب نے بھی بنوایا۔ لیکن انہوں نے کبھی کسی تہ خانے کا ذکر نہیں کیا۔ اگر اس میں تہ خانہ ہوتا تو

وہ ضرور ذکر کرتے۔"

"ہوں! ویسے بچوں کی بات بھی دل کو لگتی ہے۔ ایسی صورت میں کہ مکان کے سب دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند ہوں تو خیال چھت کی طرف جائے گا یا کسی تہ خانے کی طرف۔ زینے کا دروازہ بھی چوں کہ بند ملا ہے اس لیے لے دے کے تہ خانہ ہی رہ جاتا ہے۔ خیر، اس پہلو سے بھی جائزہ لینا پڑے گا۔ پہلے ادھر اُدھر دیکھ لیں۔" انسپکٹر نے کہا اور صحن کا جائزہ لینے لگے۔

"یہ تو ظاہر ہے کہ وہ تمہارے کمرے تک نہیں پہنچے ہوں گے، ورنہ تم کو ضرور اُٹھاتے۔" انسپکٹر سرور نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ بالکل۔" میں جلدی سے بولا۔

صحن سے ہوتے ہوئے انھوں نے سٹور، باورچی خانہ، ڈرائنگ روم اور دوسرے کمروں کا جائزہ لیا۔ پھر ان کے چہرے سے مایوسی جھلکنے لگی۔ لیکن ان کی مایوسی بھی حیرت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"کمال ہے! عجیب معاملہ ہے! اب ہمیں اپنی تلاش کے دائرے کو بڑھانا ہوگا۔" آخر انھوں نے کہا۔

"کیا مطلب؟" میں نے کہا۔

"میں تھانے سے کچھ آدمیوں کو بلاؤں گا اور آس پاس کی گلیوں میں اور سڑکوں پر توفی کو تلاش کروں گا۔ اگر وہ پھر بھی نہیں ملے تو پھر تمام تھانوں میں اطلاع کرائی جائے گی اور پورے شہر میں تلاش کیا جائے گا۔"

"اُف میرے خدا! یہ کیا چکر ہے!"

"اب تو مجھے ان بچوں کی وہ بات بھی درست معلوم ہونے لگی ہے۔" ابا جان سوچ میں کھوئے ہوئے بولے۔

"کون سی بات؟ تہ خانے والی؟"

"نہیں۔ ان میں سے کسی نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے انھیں جادو کے زور سے غائب کرایا گیا ہو یا کوئی جن یا بھوت اٹھا کر لے گیا ہو۔"

"ارے نہیں۔" سرور صاحب ہنسے۔

"تو پھر آخر کیا بات ہو سکتی ہے؟ توفی کہاں جا سکتا ہے؟" امی جان نے اُلجھ کر کہا۔

"کاش میں اس سوال کا جواب دے سکتا! بہرحال کوشش کر رہا ہوں اور ابھی میری کوشش ختم نہیں ہوئی۔ ابھی تو ابتدا ہوئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔"

"آپ نے اپنے کمرے میں تو دیکھ لیا ہے نا؟" سرور نے پوچھا۔

"بالکل۔ یہ چاروں بھی اپنے کمرے میں دیکھ چکے ہیں، اور نسرین بھی اپنے کمرے میں دیکھ چکی ہے۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب گھر کے باہر ہی تلاش کرنا ہوگا۔"

"لیکن وہ باہر کیسے گیا ہوگا؟" ابا جان بولے۔

"فی الحال اس سوال کو بھی بھول جائیے اور فرض کر لیجیے کہ وہ باہر گیا ہے۔"

"تمہارے کہنے پر فرض کر لیتے ہیں۔ ویسے یہ بات فرض کرنے کے قابل نہیں ہے۔" ابا جان بولے۔ ان کے اس جملے پر اس پریشانی کے وقت بھی ہمیں ہنسی آ گئی۔

"بدتمیز ہو تم۔ ہم پریشان ہیں اور تم ہنس رہے ہو۔" ابا جان نے ہمیں ڈانٹا۔ پھر انسپکٹر سے بولے۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میں فون کرنا چاہتا ہوں۔ میرے کچھ ماتحت آ جائیں تو اُمید ہے کہ ہم بہت جلد ٹونی کو ڈھونڈ نکالیں گے۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" امی جان کے منہ سے نکلا۔

انسپکٹر سرور نے تھانے میں فون کیا اور ہم پولیس پارٹی کا انتظار کرنے لگے۔ ابھی تک کسی کے منہ میں ایک کھیل بھی اڑ کر نہیں گئی تھی۔ ایسے میں بھلا ناشتا کرنے کا خیال کسے آتا۔ ہم سب کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی عزیز فوت ہو گیا ہو۔

آخر خدا خدا کر کے پولیس والے آنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ انسپکٹر سرور نے انہیں ہدایات دیں، بھائی جان کا حلیہ بتایا اور انہیں ادھر ادھر تلاش کرنے کے لیے دوڑا دیا۔ ان کے جانے کے بعد انسپکٹر سرور نے ایک بار پھر بھائی جان کے کمرے کی تلاشی لی۔ ہم ان کے پیچھے پیچھے تھے۔

"کہیں بھائی جان کو کسی بدمعاش نے اغوا تو نہیں کر لیا؟" کالے خان نے خیال ظاہر کیا۔

"پھر وہی بات۔ اغوا کرنے والے نے آخر کون سا راستہ اختیار کیا ہوگا؟ کیا وہ ہوا میں اڑتا ہوا آیا ہوگا؟"

"اوہ!۔۔۔ وہ۔۔۔ مارا!" میں چلا اٹھا۔

"کیا مطلب!" ابا جان اور انسپکٹر سرور ایک ساتھ چونک کر بولے۔

"وہ واقعی ہوا میں اڑ کر آیا تھا اور بھائی جان کو بھی ہوا میں اڑا کر لے گیا ہے۔" میں نے کہا۔

"کیا بکواس ہے!" باجی نے مجھے گھورا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ مجرم ضرور کسی ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر یہاں تک آیا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر ہمارے مکان کے اوپر ہوا میں لٹکائے رکھا۔ اس کی سیڑھی لٹکائی اور پستول دکھا کر بھائی جان کو اغوا کر کے لے گیا۔"

میری بات پر چند لمحے تک کوئی کچھ نہ بولا۔ آخر انسپکٹر سرور کے ہونٹ ہلے: "ان حالات میں اس سے زیادہ معقول خیال کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ اتنے بڑے مجرم کو جس کے پاس ہیلی کاپٹر ہو، آخر تونی کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟"

انسپکٹر سرور کا سوال بھی بہت زور دار تھا۔ ہم اس سوال کا جواب سوچنے لگے۔ آخر آفتاب نے چٹکی بجائی۔

"میں سمجھ گیا۔"

"کیا سمجھ گئے؟ جلدی بکو!" ابا جان بولے۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھائی جان کو حکومت کا کوئی

خاص راز معلوم ہو گیا ہے اور انہیں اغوا کرنے والا کوئی غیر ملکی جاسوس ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر ملکی جاسوس آسانی سے ہیلی کاپٹر کا انتظام کر سکتا ہے۔"

"لیکن ہم میں سے کسی نے ہیلی کاپٹر کی آواز نہیں سنی۔" اشفاق نے اعتراض کیا۔ "اور نہ محلے والے اس کی آواز سن کر جاگے۔ ورنہ اس وقت تک ہمیں یہ بات معلوم ہو چکی ہوتی۔"

"مجھے تو یہ سب باتیں بالکل ناممکن لگتی ہیں۔" ابا جان نے کہا۔

"تو پھر ممکن کیا ہو سکتا ہے؟" انسپکٹر سرور بے بسی سے مسکرائے۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ کوئی ممکن بات نہیں سوجھتی۔"

"تو تہ خانے والی بات پر کیوں نہ کوشش کی جائے۔ کیوں نہ ہم کوئی تہ خانہ تلاش کریں؟" کالے خان نے تجویز پیش کی۔

"ہاں۔ بات تو یہ بھی معقول ہے۔ تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم پورے مکان میں تہ خانے کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" انسپکٹر سرور نے کہا۔

اور پھر ہم نے سارے مکان کے فرشوں اور دیواروں کو

دیکھنا شروع کیا۔ کمروں کے قالین اُلٹ دیے گئے۔ دیواروں کے چپے چپے کو ٹھوک بجا کر دیکھ گیا۔ اس وقت ہمارے دماغ میں فلمی تہ خانے آ موجود ہوئے تھے۔ اس لیے ہم نے کپڑوں کی الماریاں بھی دیکھیں۔ کیوں کہ فلموں میں عام طور پر تہ خانوں کے راستے کپڑوں کی الماریوں میں ہی بنے ہوتے ہیں۔ پورے ایک گھنٹے کی مسلسل کوشش کے بعد بھی ہم کسی تہ خانے کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ یہاں تک کہ ہم تھک گئے۔

اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔

"بھائی جان آگئے" کالے خاں کے منہ سے نکلا۔

اس جملے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ ہم سب کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور بھائی جان ہیں۔ بس پھر کیا تھا، سب دروازے کی طرف دوڑے اور ایک دم دروازہ کھول دیا۔ وہاں پولیس پارٹی کھڑی ہمارا منہ چڑا رہی تھی۔ اُن کے ساتھ بھائی جان نہیں تھے۔

"کیا بات ہے؟ کیا توفیق صاحب نہیں ملے؟" انسپکٹر سرور نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"جی نہیں۔ ہم نے آس پاس کے تمام مکانات کی تلاشی لے ڈالی۔ گلیوں اور سڑکوں پر بھی دیکھا ہے، ہوٹلوں

اور دکانوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ لیکن ان کا کہیں پتا نہیں چلا۔"

"اُف میرے خدا! یہ کیا چکر ہے؟" انسپکٹر سرور کے مُنھ سے نکلا۔

"سرور، میں پاگل ہو جاؤں گا" ابا جان چلائے۔

"صبر کیجیے جناب۔ حوصلہ رکھیے۔ ابھی ہماری تلاش مکمل نہیں ہوئی۔ ابھی تو تمام تھانوں کو اطلاع دی جائے گی۔ اخبارات میں تصویر چھپوائی جائے گی۔ تمام بدمعاشوں کو بلا کر پوچھ گچھ کی جائے گی۔ اغوا کرنے کے عادی مجرموں کو بھی بلوایا جائے گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم بہت جلد توفی کو ڈھونڈ نکالیں گے" ہیڈ کانسٹیبل نے کہا۔

"اُف میرے اللہ! میرا تو دم گھٹا جا رہا ہے" امی بولیں۔

ہم سب پریشان تھے۔ ابھی تک معاملہ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ یہ تک تو پتا چلا نہیں تھا کہ بھائی جان گھر سے باہر گئے کیسے؟

عین اس وقت، جب کہ ہم سب دروازے پر مایوسی کے عالم میں کھڑے تھے، ہمیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ ہمارے کان کھڑے ہو گئے۔ آواز گھر کے

اندر سے آئی تھی۔ ہم سب تو دروازے پر کھڑے تھے، پھر بھلا اندر سے آنے والی آواز کس کی ہو سکتی ہے؟

ہم نے غور سے سُنا۔

اندر کوئی کراہ رہا تھا۔ بالکل ایسی آوازیں تھیں جیسے کسی زخمی کے منہ سے نکلتی ہیں۔

ہم سکتے کے عالم میں کھڑے ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔ ہم سب تو دروازے پر موجود تھے، پھر یہ اندر کون کراہ رہا تھا؟

"یا اللہ! یہ کیا چکر ہے!" میں نے کہا۔

"شاید ہم کوئی بھیانک خواب دیکھ رہے ہیں" مکھن کے منہ سے نکلا۔

"آئیے، اندر چل کر دیکھیں" انسپکٹر سرور نے کہا۔

"لیکن ہم سب تو یہاں موجود ہیں۔ اندر کون ہو سکتا ہے!" میں نے کہا۔

"ضرور کوئی جن یا بھوت ہے، جو ہمیں نظر نہیں آ رہا ہے" مکھن نے کہا۔

"جن بھوت کو اس طرح سسکنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟" میں نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اسے کسی جادوگر نے قید کر

رکھا ہو۔" ساتی کو تمام پڑھی ہوئی جادوئی کہانیاں یاد آ رہی تھیں۔

"ہمارے مکان میں؟" مکھن نے سہم کر کہا۔

"تو اور کہاں؟ دیکھیے نہیں آواز اندر سے آ رہی ہے۔" کالے خاں بولا۔

"یہ سب فضول باتیں ہیں۔ آؤ اندر چل کر دیکھیں کہ کیا ماجرا ہے۔" ابا جان بولے۔

ابا جان انسپکٹر سرور کے ساتھ اندر کی طرف بڑھے تو ہمیں بھی کچھ شرم آئی اور ہم ڈرتے ڈرتے ان کے پیچھے چل پڑے۔ سسکیوں اور کراہوں کی آواز بدستور آ رہی تھی۔ صحن عبور کرکے ہم رک گئے اور غور سے سننے لگے کہ آواز کس طرف سے آ رہی ہے۔ یہ جان کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آواز ہمارے کمرے سے آ رہی ہے۔

انسپکٹر سرور نے پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ ہمارے پیچھے پولیس کے سپاہی بھی تھے اور سب کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔ آخر۔ ہم دروازے تک پہنچ گئے۔ وہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ سب سے پہلے اندر گھسنے کی جرأت انسپکٹر سرور نے کی۔ دروازے کو

آہستہ آہستہ دھکیلتے ہوئے انھوں نے پہلے ایک قدم اندر رکھا اور پھر دوسرا۔ ساتھ ہی ان کے منھ سے نکلا:

"خبردار! تم جو کوئی بھی ہو، اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا۔"

ہم ڈر گئے اور سمجھے کہ اندر ضرور ہمارا کوئی دشمن موجود ہے، لیکن پھر انسپکٹر سرور کے منھ سے نکلنے والے لفظ سن کر ہم حیران رہ گئے۔

"ارے! یہ کیا!"

ان کے منھ سے نکلنے والے یہ لفظ سن کر ہم نے اندازہ لگایا کہ معاملہ ضرور امید کے خلاف نکلا ہے۔ ہم ہمت کرکے آگے بڑھے اور کمرے میں داخل ہو گئے۔

"ارے! بھائی جان —!" ہم چاروں کے منھ سے نکلا۔

"ہیں! تونی!" ابا جان اور امی جان ایک ساتھ چلائے۔

بھائی جان ہمارے کمرے کے فرش پر پڑے تھے اور اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ان کے سر کا پچھلا حصہ زخمی تھا اور اس میں سے بہنے والا خون ان کے کالر اور

قمیص کے نچلے حصے تک پہنچ گیا تھا۔

ہم سب بوکھلا کر ان کی طرف بڑھے اور انہیں پلنگ پر ڈال کر لحاف اوڑھا دیا۔ وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ ابا جان نے فوراً ہی ڈاکٹر کو فون کیا۔

دس منٹ بعد ڈاکٹر آ گیا۔ ان دس منٹوں میں ہم صرف یہی سوچتے رہے تھے کہ آخر بھائی جان ہمارے کمرے میں کیسے آ گئے اور اس حالت کو کس طرح پہنچے؟

ڈاکٹر نے بھائی جان کا معائنہ کیا اور پھر بولا "ان کے سر پر کوئی چیز ماری گئی ہے۔"

"ہائے میرا بچہ": امی جان کے منہ سے نکلا۔

"کافی خون بہہ گیا ہے، لیکن فکر کی کوئی بات نہیں، میں انجکشن لگا دیتا ہوں اور پٹی کر دیتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو دو گھنٹے تک ہوش میں آ جائیں گے۔"

ڈاکٹر اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور ہم اپنے کام میں۔ ہمارے پاس سوچنے کے سوا کام ہی کیا تھا۔ لاکھ سوچنے کے بعد بھی ہم یہ نہ سمجھ سکے کہ بھائی جان کے ساتھ کیا ہوا؟ انہیں کس نے زخمی کیا؟ کیوں زخمی کیا؟ اُسے بھائی جان سے کیا دشمنی تھی؟ ادھر انسپکٹر سرمد ابا جان سے

کہہ رہے تھے:

"آپ فکر نہ کریں، ٹونی کو جس کسی نے بھی زخمی کیا ہے، وہ میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔"

ہم سب کی نظریں بھائی جان پر جمی ہوئی تھیں اور ہمارے دل زور و شور سے دعا کر رہے تھے کہ انہیں ہوش آ جائے۔ آخر خدا خدا کر کے انہیں ایک گھنٹے بعد ہوش آ گیا۔ ان کی آنکھوں میں حیرت اور تکلیف کے آثار تھے۔

"مجھے کیا ہوا؟" ان کے منہ سے نکلا۔

ہم چونک اٹھے۔ ابھی تک تو ہم اس خیال میں تھے کہ بھائی جان ہوش میں آ کر سب کچھ بتائیں گے، لیکن یہاں الٹا بھائی جان ہم سے پوچھ رہے تھے کہ انہیں کیا ہوا؟

"بیٹے، تم کس طرح زخمی ہوئے؟" ابا جان نے گھبرا کر پوچھا۔

"زخمی؟ اوہ! ہاں یاد آیا": ان الفاظ کے ساتھ ہی ان کی نظریں ہم چاروں پر پڑیں۔ وہ خوں خوار نظروں سے ہمیں گھور رہے تھے۔

"میں تم چاروں کی کھال ادھیڑ دوں گا": انہوں نے دھاڑ کر کہا۔

"ارے ارے! انہوں نے کیا کیا ہے؟"

"انہوں نے ہی مجھے زخمی کیا ہے۔"

"جی؟" ہم دھک سے رہ گئے۔ ہماری زندگی میں ہم پر اس سے بڑا الزام آج تک نہیں لگایا گیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو، بیٹا؟ یہ بے چارے تو صبح سے تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ابا جان، مجھے زخمی کرنے والے یہی ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"میں صبح پانچ بجے بستر سے اٹھ کر ان کے کمرے میں آیا تھا تاکہ انہیں نماز کے لیے جگا دوں۔ جوں ہی ان کے کمرے میں داخل ہوا، مجھے غسل خانے میں پانی گرنے کی آواز سنائی دی۔ ان چاروں میں سے کسی نے رات نل کھلا چھوڑ دیا ہوگا۔"

میری سٹی گم ہو گئی کیوں کہ یہ حرکت میں نے ہی کی تھی۔ رات کے دس بجے کے قریب میں نے لوٹے میں پانی لینے کے لیے نل کھولا

تو پانی نہیں آ رہا تھا۔ میں نے نل اسی طرح کھلا چھوڑ دیا اور واپس چلا آیا۔

"لیکن نل کے کھلا رہ جانے سے تمہارے زخمی ہونے کا کیا تعلق ہے؟" ابا جان نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"جی، وہی بتا رہا ہوں۔ میں انہیں جگانے سے پہلے نل بند کرنے کے لیے غسل خانے میں چلا گیا اور جب اسے بند کر کے مڑنے لگا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور میں چاروں شانے چت گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی میرے دونوں پاؤں دروازے سے ٹکرائے اور غسل خانے کا دروازہ بند ہو گیا۔ میرا سر گرتے وقت دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو سر بری طرح دکھ رہا تھا۔ میں گھسٹتا ہوا غسل خانے سے باہر نکلا اور کراہتا ہوا ان کے کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ پھر بے ہوش ہو گیا اور یہ سب کچھ ان چاروں کی وجہ سے ہوا۔" انہوں نے ایک بار پھر ہمیں گھورا۔

وہ دن اور آج کا۔ ہم پانی کا نل بند کرنا کبھی

نہیں بھولتے۔ کیوں کہ بھائی جان نے تندرست ہونے کے بعد ہم چاروں کو بستر پر لٹا دیا تھا۔ وہ اب بھی ٹھیک پانچ بجے ہمیں اٹھاتے ہیں، لیکن کبھی بھولے سے بھی غسل خانے کی طرف نہیں جاتے۔

بھائی جان کی تلاش

کا انعامی سوال

س: پسندیدہ جملہ منتخب کریں؟

- پانچ قارئین کو پانچ بہترین جملوں پر آئندہ دو ماہ کے ناول انعام میں دیے جائیں گے۔
- اپنا پسندیدہ جملہ کاپی سائز کاغذ پر لکھیں کر بھیج دیں۔
- کاغذ پر اپنا نام اور پتا ضرور لکھیں۔
- تمام ناولوں کے جوابات ایک ہی لفافے میں ارسال کیے جا سکتے ہیں۔
- جوابات ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک وصول کیے جاتے ہیں۔

ادارہ

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۱۶۴

موناکا کے قیدی

مصنف: اشتیاق احمد

○ پھر وہی ہو گیا۔ جس کا ڈر تھا۔
○ یعنی دو حصوں والا ایک چھوٹا خاص نمبر بن گیا۔
○ پہلے حصے کا نام "موناکا کے قیدی" اور دوسرے حصے کا نام "موناکا کے دیس میں" ہو گا۔
○ آپ پڑھنے کے سلسلے میں غلطی نہ کیجیے گا۔
○ موناکا کون تھا۔ اور کیا چاہتا تھا۔
○ ایک شخص انسپکٹر جمشید کے گھر مہمان ٹھہرا۔ تین دن رہا اور پھر....
○ انسپکٹر جمشید شدید الجھن میں۔
○ سیاہ ساحل پر انھیں ایک جنگ کا سامنا۔

قیمت: ۶/۵۰ روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۱۶۵

موناکا کے دیس میں

مصنف: اشتیاق احمد

○ ان پر اپنے دوست کے گھر کیا گزری۔
○ اس ملک کی حکومت نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔
○ موناکا کہاں تھا۔ کیا انسپکٹر جمشید اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے۔
○ جب فرزانہ کی ترکیب دھری کی دھری رہ گئی۔
○ پرانا گھاٹ جو ایک بدنام جگہ تھی۔ پولیس اس جگہ سے کیوں خوف زدہ تھی۔
○ موناکا کے چہرے سے نقاب اتر سکا یا نہیں۔
○ آخری لمحات اس قدر سنسنی خیز ہوں گے کہ آپ پلکیں جھپکنا تک بھول جائیں گے۔ ناول ختم کر کے ہی یاد آئے گا آپ کو۔

قیمت: ۶/۵۰ روپے

آیندہ ناول کی ایک جھلک

آفتاب، آصف، فرحت اور انسپکٹر کامران مرزا سیریز ٦٣

لاشوں کا دن

— مصنف: اشتیاق احمد —

- اس بار ان کا واسطہ ایک عجیب معاملے سے پڑا تھا —
- تفتیش دو الگ الگ لائنوں پر شروع ہوتی ہے —
- پرانے ناول اکثر اس طرز پر لکھے جاتے تھے۔ آپ یقیناً خوشی محسوس کریں گے —
- آخر تک یہ سسپنس برقرار رہے گا کہ مجرم کون ہے —
- مجرم جو ہر وقت ان کے سامنے تھا —
- آخری لمحات سنسنی خیز —

قیمت: ٦/٥٠ روپے

آیندہ ناول کی ایک جھلک

شوکی سیریز ٣٦

ایک لاکھ کا کیس

— مصنف: اشتیاق احمد —

- اس ناول کی دو باتیں پڑھنا نہ بھولیے گا —
- اس مرتبہ انہیں بیک وقت دو کیس ملے، لیکن کیا وہ واقعی دو تھے؟
- جلالی نور کا دعویٰ تھا کہ اس بار وہ جیل جانے سے نہیں بچ سکتے —
- شوکی کو سورج طلوع ہونے سے پہلے قاتل کو گرفتار کرنے کا وعدہ کرنا پڑا —
- مقتول کون تھا۔ اور اسے کیوں قتل کیا گیا تھا —
- آپ یہ بات آخر تک نہیں جان سکیں گے —
- ہر قدم پر سسپنس آپ کو اپنی گرفت میں لیتا چلا جائے گا —
- اس قدر دل چسپ ناول آپ نے بہت کم پڑھے ہوں گے —

قیمت: ٦/٥٠ روپے

آیندہ ناول کی ایک جھلک

انسپکٹر ارسلان سیریز نمبر ۱۸

ایجاد کا چکر

—— مصنف : آفتاب احمد ——

- دو سائنس دانوں کی کشتی ——
- ایک گمنام سائنس دان کی عجیب ایجاد۔ اس کا کہنا تھا کہ لوگ اس کی ایجاد کی مخالفت کریں گے ——
- ایجاد کیا تھی ؛ مفید تھی یا خطرناک ——
- ملک کا ایک گمنام سائنس دان دشمن ملک انڈرآنہ کے ایک منصوبے پر پانی پھیر دیتا ہے ——
- انڈرانہ کا منصوبہ کیا تھا ؟
- آخر میں شاید آپ بھی یہی کہیں کہ اس ایجاد نے تو ہمارے خوابوں پر پانی پھیر دیا ہے ——

قیمت : ۶/۵۰ روپے

آیندہ کتاب کی ایک جھلک

متفرق سلسلہ نمبر ۳۴

کیا آپ ذہین ہیں ؟

—— مصنف : محمد اسلام نشتر ——

- ایک سال پہلے مصنف محمد اسلام نشتر کی ایک کتاب "پہلا دھماکا" شائع ہوئی تھی ——
- اسے بہت پسند کیا گیا تھا ——
- اب انھوں نے آپ کے لیے دوسری کتاب لکھی ہے ——
- اس کتاب میں آپ کے ذہن کو ہلا دینے والے سوالات مع اشکال شامل ہوں گے ——
- آپ ان سوالات میں ایک عجیب قسم کی دل چسپی محسوس کریں گے ——
- اپنی نوعیت کی انوکھی کتاب ——

قیمت : ۶/۵۰ روپے

کراچی

میں بچوں کے مشہور و معروف مصنف اشتیاق احمد
کے نئے اور پرانے ناولوں کی ایجنسی الحمد للہ
ہمارے پاس ہے۔ اشتیاق احمد کے نئے اور
پرانے ناول ذیل کے پتے پر طلب فرمائیں۔

محمد حسین اینڈ برادرز

— نیوز ایجنٹ —

فریئر مارکیٹ ○ صدر کراچی



اشتیاق احمد

کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی

سے بھرپور ناول

اس ماہ کے ناول

ناسور	(دو ایکسٹو، جمشید سیریز)	۶/۵۰ روپے
غلط آدمی	(″ ″ ″)	۶/۵۰ ″
آواز کے قیدی	(انسپکٹر کامران مرزا سیریز)	۶/۵۰ ″
اپنی چوری	(شوکی برادرز)	۶/۵۰ ″
سازشی مرکز	(انسپکٹر ارسلان سیریز)	۶/۵۰ ″
بھائی جان کی تلاش	(متفرق سلسلہ)	۴/۵۰ ″

آئندہ ماہ کے ناول

موناکا کے قیدی	(ایکسٹو، جمشید سیریز)	۹/۵۰ روپے
موناکا کے دیس میں	(″ ″ ″)	۹/۵۰ ″
لاشوں کا دن	(انسپکٹر کامران مرزا سیریز)	۹/۵۰ ″
ایک لاکھ کا کیس	(شوکی برادرز)	۹/۵۰ ″
ایجاد کا چکر	(انسپکٹر ارسلان سیریز)	۹/۵۰ ″
کیا آپ ذہین ہیں؟	(متفرق سلسلہ)	۹/۵۰ ″

اشتیاق پبلی کیشنز

۹/۱۲ نصیر آباد، مسلم پورہ ۰ سانده کلاں ۰ لاہور